Al-Hikmat
Volume 21 (2001), pp. 17-31

مائیکل اینجلو کی شاعری: ایک تنقیدی جائزہ

ظفر اللہ*

مائیکل اینجلو دُنیا کے اُن معدودے چند خوش نصیب انسانوں میں سے ہے جنہیں بقائے عام اور شہرتِ دوام نصیب ہوئی۔ اُس کی پائیدار عالمی شہرت تو ایک مجسمہ ساز اور مصوّر کی حیثیت سے ہے۔ کچھ با خبر لوگ بطور مہندس ثانوی حیثیت سے بھی واقف ہیں مگر بہت کم لوگ اِس بات سے آگاہ ہیں کہ وہ ایک گہرے جذبہ اور احساس کا مالک شاعر بھی تھا۔ اُس کی کچھ نظمیں جو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ رہ گئیں ہیں اس امر کی شہادت فراہم کرتی ہیں کہ اگر وہ پوری سنجیدگی اور انہماک سے شعر گوئی کی طرف دھیان دیتا تو دُنیا ایک عظیم کلاسیکی شاعر کے افکار اور خیالات سے مستفید ہوا کرتی۔

اگر چہ مائیکل اینجلو کو خود اپنی شاعری کی قدر و قیمت کے بارے میں کوئی خوش فہمی یا ادعا نہ تھا تاہم واقعہ یہ ہے کہ مصوّری اور مجسمہ سازی سے قطع نظر شاعری کے میدان میں بھی وہ اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔

> ''اُس کی شاعری ایک ایسی روحانی خودنوشت ہے جس پر petrachism اور neo-platonism کی چھاپ کافی گہری ہے۔ ان دو تحریکوں نے اُس کی شاعری کی امیجری (imagery) پر ویسے ہی اثرات مرتب کئے جیسے کہ مصوّری اور مجسمہ سازی میں اُس کی اشکال (iconography) پر۔''[1]

* ظفر اللہ، اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹی ٹیوٹ آف آرٹ اینڈ ڈیزائن، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔54000 (پاکستان)

مائیکل اینجلو کو اپنی شاعری کے بارے میں کوئی زیادہ تفاخر نہ تھا۔ شاید وہ انکساری کی بناء پر کہا کرتا تھا کہ میں پیشہ ور شاعر نہیں ہوں۔ میری شاعری گھٹیا، کھردری اور بے تکی ہے۔ لیکن اِس کے باوجود جب شعری تحریک ہوتی تو وہ شعر کہتا اور اُسے اُمید تھی کہ وہ اِس فن میں بھی کمال حاصل کرلے گا۔

اس کا باقاعدہ کوئی مجموعہ کلام نہیں ملتا لیکن نظمیں اور رُباعیات بعض شعری ناقدوں اور اُس کے سوانح نگاروں کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہیں۔ اِس مختصر مطالعے میں ہم صرف انہی تخلیقات سے رجوع کریں گے جن کا انگریزی ترجمہ ہوچکا ہے اور جو ہمیں دستیاب ہیں۔

مائیکل اینجلو کی نظموں پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ وہ اپنی مجسمہ سازی اور مصوری کی طرح شاعری میں بھی اس بنیادی انسانی کرب، روحانی بحران اور مغائرت کا واضح اظہار کرتا ہوا نظر آتا ہے جو آج وجودیت (existentialism) کے نظریہ پر یقین رکھنے والوں کے ہاں پایا جاتا ہے۔ یہاں ہم ملحد وجودیوں کی بات نہیں کررہے بلکہ ہمارا اشارہ سورن کرک گارڈ کی طرف ہے جس فکر کی تشکیل میں مذہبی جوش و جذبہ احساس گناہ سے مل کر اس کرب کا ذریعہ بنا تھا جو اس کے فکر و نظر کی بنیاد ہے۔ یہی کرب فرانس میں پاسکل کے ہاں بھی نمایاں طور پہ ملتا ہے۔

مائیکل اینجلو کے ہاں اِس احساس کرب کی لاتعداد شعری مثالیں موجود ہیں جس کا اظہار اُردو فارسی شاعری کی ایک معروف صنف رباعی کی ہیت سے ملتی جلتی لاطینی زبان کی ایک صنف شاعری میں ہوا۔ یہاں بعینہ رباعی کے مخصوص وزن اور ہیت میں ترجمہ تو مشکل ہے اِس لئے ہم آزاد ترجمے پر ہی اکتفا کرتے ہیں:

''میں سائے تلے بھی اکیلا
جلتا رہتا ہوں، جب سورج بھی
اپنی کرنیں سمیٹے چھپ جاتا ہے
اور لوگ میٹھی نیند کے مزے لے رہے ہوتے ہیں۔
میں زمین پر پڑا سوگ مناتا ہوں
اور روتا ہوں''2

مائیکل اینجلو کی مصوری، مجسمہ سازی اور شاعری کے فن، اس کی روح اور معانی کو سمجھنے کے لئے ہمیں اُس کی زندگی کے اجمالی حالات اور اس کے دور کی فکری تحریک کو جاننا ہوگا اور اُن عوامل پر ایک سرسری نظر ڈالنا ہوگی جنھوں نے مائیکل اینجلو کے اندر تخلیقی جوہر، نظریہ حُسن، اس کے کائناتی تصور اور ان داخلی نفسیاتی الجھنوں کو جنم دیا جو بعد میں اُس کے فن کی اساس بنیں۔ تاریخ کے ایک خاص موڑ پر فن کی دُنیا میں مائیکل اینجلو کا ظہور حادثاتی یا اتفاقی نہیں بلکہ وہ ایک عظیم ترین عالمی تحریک یعنی تحریک احیائے علوم (renaissance) کے ابتدائی اور ہمعصر دور کی متعدد تاریخی، مذہبی، علمی، تمدنی اور عمرانی قوتوں کی پیداوار ہے۔ اِس تحریک میں جیوتو (Giotto)، رافائل (Raphael) اور لیونارڈو (Leonardo) ایک طرف مصوری کی دُنیا میں اور دوسری طرف لوتھر (Luther)، کالون (Collvin) اور سینٹ آگسٹائن (St. Augustine) ادب، مذہب، فلسفے اور علم الکلام کی دُنیا میں اپنی تمام تر ذہانت کے ساتھ جلوہ گر ہوئے۔ آخری تین تاریخی شخصیات مائیکل اینجلو کی نوے سالہ زندگی کے دوران پیدا ہوئیں اور رخصت ہو گئیں۔ انہوں نے کیتھولک اذعانیت (submissiveness) کے خلاف زبردست احتجاج کیا اور کیتھولک چرچ کی متحجر مذہبی روایات اور روحانی طور پر بنجر رسومات میں اصلاحات متعارف کرائیں اور پروٹسٹنٹ عقائد و نظریات کو رواج دیا۔ بعد میں اِس مکتبہ فکر کے مختلف فرقوں کی بُنیاد پڑتی گئی۔ اس طرح اس زمانے میں کائناتی فلسفے میں کوپرنیکس کی جدید تشریحات نے تمام پُرانے تصوارات اور اوہام ملیامیٹ کر دیئے تھے۔ یہی وہ دور ہے جب کولمبس نے امریکہ دریافت کیا، واسکوڈے گاما افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ چلتا راس اُمید سے گزرتا ہندوستان پہنچ گیا، میگلان (Magellan) نے پہلی مرتبہ پوری دُنیا کے گرد چکر لگایا اور سیاست میں مکیاولی (Macheavelli) کی شہرہ آفاق "The Prince" تہلکہ مچا چکی تھی۔

انسانی فکر و خیالات کے اِس ہنگامہ خیز دور میں جب کہ یورپ میں کسانوں کی عظیم بغاوتیں ہیومانزم (humanism) کے لئے فکری اساس مہیا کر رہی تھیں، معاشرہ کے بُنیادی خصوصاً معاشی ڈھانچے میں تیز رو تبدیلیاں ہو رہی تھیں، جاگیرداری پر نزع کا عالم طاری تھا اور انسانی ذہن ادب، فن، فلسفہ، سائنس اور معاشیات کے نئے نئے افق دریافت کر رہا تھا۔ اِس تیز رو ترقی کے دور میں مائیکل اینجلو مارچ 1475ء میں فلورنس کے ایک وضع دار گھرانے میں پیدا ہوا۔ اُس کا باپ (Lodovico) فلورنس کے قدیم اور با اثر

خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

''مائیکل اینجلو (Michelangelo di Lodovico Buonarroti) 6 مارچ 1475ء میں فلورنس سے چالیس میل دور کیپرس (Caprese) کے ایک چھوٹے ٹسکن قصبے (Tuscan Town) میں پیدا ہوا اور 18 فروری 1564ء کو روم میں وفات پائی۔ ایک عظیم فنکار تمام چیزوں سے مبرا اپنے کام کی دُھن میں مگن فلورنس کے لوگ اُسے master of live stone کہتے تھے۔ تنہائی پسند اپنے آپ سے بے پرواہ اور بے پناہ قوت کا مالک اُس کے ہم عصر (contemporaries) اُسے (ill-terrible) کے نام سے جانتے تھے۔ تمام مروجہ اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مائیکل اینجلو نے جس چیز کو چھوا فن کی تاریخ میں اُس کو امر کر دیا۔''3

چھ برس کی عمر میں مائیکل اینجلو کی ماں وفات پا گئی تو اُسے Settignano میں ایک دایہ کے سپرد کر دیا گیا۔ اِس دایہ کا خاوند اٹلی میں سنگِ مرمر کی کانوں میں پتھر کاٹنے کا کام کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سنگ تراشی مائیکل اینجلو کو اسی گھر کے ماحول سے ودیعت ہوئی۔

پہلی بیوی کے مرنے پر Lodovico نے دوسری شادی کر لی۔ یہی وہ نقطہ ہے جہاں سے ہم مائیکل اینجلو کی ذہنی الجھنوں کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ ماں سے شدید محبت اور باپ سے شدید نفرت نے مائیکل اینجلو کی شخصیت میں اُس دوئی (duality) کو جنم دیا جس سے وہ تمام عمر پیچھا نہ چھڑا سکا اور اِس کے نتیجہ میں زندگی بھر کرب اور اذیت کا شکار رہا۔ اِس نفسیاتی کیفیت پر فرائیڈ نے بہت تحقیقی کام کیا اور اِس الجھن کو Oedipus Complex کا نام دیا ہے۔ ماں سے محبت فطری طور پر اُس کے باطن میں گہرے طور پر اتری ہوئی تھی مگر شعوری سطح پر ماں سے جنسی محبت کا تصور ہی اس کے مذہبی ذہن کے لئے سوہانِ روح تھا۔

Charles de Tolnay رقم طراز ہے کہ

''6 سال کی عمر میں مائیکل اینجلو ماں کی شفقت اور ممتا سے محروم ہو گیا۔ اِس سانحے نے اُس کی شخصیت کی فکر و نمود پر گہرا اثر ڈالا۔ اِس بات کی غماز حضرت مریم کی وہ اشکال ہیں جو اُس

نے جوانی کی دور میں بنائیں۔ ان اشکال میں مریم مادرانہ شفقت سے عاری نظر آتی ہے۔ بعد میں مائیکل اینجلو نے یہ مادرانہ شفقت Vittoria Colonna میں ایک ideal mother کی شکل میں ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ اِسی Vittoria Colonna کو اپنی کئی نظموں میں وہ محبوبہ کی شکل میں بھی دیکھتا نظر آتا ہے۔''4

اِس مقام پر پہنچ کر ہم دیکھتے ہیں کہ مائیکل اینجلو غیر شعوری طور پر خود ترحمی (self pity) کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب کبھی باپ کے لئے اُس کے اندر محبت اور ہمدردی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے تو اُسے باپ معصوم نظر آتا ہے اور اُسے باپ کی بے گناہی کا احساس کچوکے دینے لگتا ہے۔ وہ عجب کشمکش میں مبتلا نظر آتا ہے۔ کبھی وہ باپ سے محبت کرتا نظر آتا ہے اور کبھی نفرت اِس ثنویت میں خاندان کی اکائی کے اُس تصور کا بہت زیادہ ہاتھ ہے جو وہاں تھا کیونکہ فلورنس کی معاشی بُنیاد پر استوار مظبوط خاندانی اکائی کا مائیکل اینجلو کے دِل میں بہت احترام تھا۔ اِس جذبہٗ احترام کی بناء پر وہ خاندان کے افراد پر بے دریغ دولت بھی خرچ کرتا ہے مگر اس کے برعکس اِس کے ہاں بے پناہ نفرت کا اظہار بھی نظر آتا ہے جو لاشعور میں چھپی ہوئی ہے اور جو اِن متعدد خطوط میں کھل کر سامنے آتی ہے جو وقتاً فوقتاً اُس نے اپنے خاندان والوں کو لکھے۔ یہی دوئی اس کی نظموں کے مضامین میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس کی ایک نظم دیکھئے:

''میں وہ چاہوں گا پروردگار
جو میں نہیں چاہتا'
آگ اور یخ بستہ دِل کے درمیان ایک پردہ حائل ہے
جسے آگ نگل جاتی ہے
اور اس دوران جو میں لکھتا ہوں'
وہ، وہ نہیں ہوتا۔ جس پر میں عمل کرتا ہوں
اور جھوٹ کا مرتکب ہوتا ہوں۔''5

اِس دوئی اور احساس جرم کو دراصل اِس شخصی واردات کے علاوہ اس عہد کی عیسائیت کی مجہول (passive) تعلیمات نے مزید گہرا اور تیز کر دیا۔ عیسائیت میں آدم کے گناہ کو بُنیاد بنا کر پوری انسانیت کو

گناہ گار قرار دیا گیا ہے۔ اسی گناہ کی بدولت آدم جنت سے نکالے گئے اور اسی گناہ کا کفارہ ادا کرنے کے لئے حضرت مسیح مصلوب ہوئے۔ مائیکل اینجلو کے ماں کی طرف محبت کے شدید رجحان اور اس سے پیدا شدہ احساس گناہ کو اِس فلسفے میں پناہ ملی۔

مائیکل اینجلو کے ہاں عورت کے دو رُوپ نظر آتے ہیں۔ عورت اُس کے ہاں ماں کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے یا پھر شر کی صورت میں۔ جس کا اظہار ان تصاویر اور مجسموں میں ملتا ہے جس میں حضرت مریم کو ماں کے رُوپ میں پیش کیا گیا ہے یا پھر عورت مائیکل اینجلو کے ہاں سحر کے رُوپ میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ ماں کا رُوپ سر تا پا رحمت ہے اور سحر اُمید کی علامت ہے۔ اِس کے برعکس اس کی اکثر تصاویر اور مجسموں میں عورت کا ایک دوسرا رُوپ بھی ملتا ہے۔ جس میں کبھی تو عورت حوّا کے بھیس میں آدم کو گناہ پر اکساتی ہے اور کبھی رات کی صورت میں شر کی علامت بنتی ہے۔ یہاں بھی مائیکل اینجلو دوئی کا شکار اور فیصلہ نہیں کر پاتا کہ عورت حقیقتاً کیا ہے؟ اسی لئے وہ ساری عمر ایک مرد کی حیثیت سے عورت کے قرب سے گریز کرتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ The Last Judgement اور Sistine Chapel کی دوسری دیواری تصاویر میں مائیکل اینجلو نے اسی احساس گناہ اور دوئی کو اِس گہرائی اور خوبصورتی سے مصور کیا ہے کہ اِس کا احساس گناہ ایک فرد کا احساس گناہ نہیں رہا بلکہ اپنی ہمہ گیریت میں پوری نسلِ انسانی کا احساس گناہ بن گیا ہے اور یہ انسانی فطرت کی بُنیادی دوئی کا مظہر دکھائی دیتا ہے۔

بغور دیکھیں تو مائیکل اینجلو عقلی سطح پر نہیں بلکہ جذباتی سطح پر مذہب سے وابستگی کا اظہار کرتا نظر آتا ہے۔ اِس جذباتی وابستگی نے اسے دوسرے مروّجہ فلسفوں کی طرف بھی راغب کیا تا کہ وہ اِس مذہبی جذباتیت کی عقلی توجیح اور بُنیاد فراہم کر سکے۔ یہ عقلی بُنیادیں اسے افلاطونیت (platonism) اور نوفلاطونیت (neo-platonism) میں میسر آئیں۔

''مائیکل اینجلو کی شاعری اور فن دو روحانی اور فلسفیانہ تحریکوں سے بہت متاثر نظر آتے ہیں ایک افلاطونیت (Platonism) اور دوسری نوفلاطونیت (Neo-Platonism)۔ اِن تحریکوں سے وہ Medici کے محل میں اپنی جوانی کے دور میں Pico, Ficino, Landino, Politian اور Beniyieni سے ملاقاتوں میں رُوشناس ہوا لیکن اِس کے

ساتھ ساتھ Dante اور Petrarch کے مطالعے نے بھی اُس کی فکر کی نمو میں گہرا کردار ادا کیا۔ Cavalieri اور Vittoria Colonna سے نہایت گہری جذباتی وابستگی کے حوالے سے اُس نے مابعد الطبعیاتی عذر (metaphysical justification) کے لئے Platonism کا سہارا لیا۔"6

اپنے زمانۂ طالب علمی سے ہی مائیکل اینجلو اِس جذباتی دوئی کا شکار رہا۔ اپریل 1488ء میں وہ Domenico Ghirlandio کا شاگرد تھا۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ Lorenzo di Medici کے Garden School میں چلا گیا۔ یہ سکول Donatello کے نائب Burtoldo کی نگرانی میں برسرِکار آیا تھا۔ یہاں بھی تحریک احیائے علوم میں دلچسپی رکھنے والے دانشوروں کا اجتماع رہتا تھا۔ یہاں اِن سے مل کر مائیکل اینجلو کو ان کا نقطۂ نظر سمجھنے کا موقع ملا۔ علاوہ ازیں وہ تحریک احیائے علوم کے مبتدیوں Dante, Petrarch اور St. Francis وغیرہ کی تحریروں اور نوفلاطونیت (Platonic Theory) کے مطالعہ سے مستفید ہوا۔ دانتے کی Divine Comedy سے متاثر ہو کر اس نے اپنی ایک نظم میں دانتے کو دُنیا کا عظیم ترین انسان قرار دیا۔ انہی افلاطونی افکار نے تمام عمر مائیکل اینجلو کو علم و دانش کی غذا مہیا کی۔

"مائیکل اینجلو کی شاعری پیٹرارک (Petrarch) کے نظریات کے عکس کے ساتھ ساتھ دانتے (Dante) کے نوفلاطونی (Neoplatonic) افکار کی ڈگر پر رواں دواں نظر آتی ہے۔ بسا اوقات اُس کی شاعری میں phrases کے استعمال اور attitude میں دانتے اور پیٹرارک کی بازگشت سُنائی دیتی ہے۔"7

افلاطون یونانی فلسفی تھا۔ اس کے فلسفہ عین (ideas) نے نہ صرف اپنے دور بلکہ بعد کے فلسفیوں کو بھی متاثر کیا۔ اس کا خیال تھا کہ حقیقت مادے سے ماورا ہے۔ وہ حقیقت کو عین جامد اور مطلق مانتا تھا۔ اس نے ہی سب سے پہلے علم امثال (colony of ideas) کا نظریہ پیش کیا جو اپر کہیں افلاک میں موجود ہے اور اِس مادی دنیا کو محض اس عالم امثال کا سایہ اور عکس قرار دیا تھا۔ رُوح کے غیر فانی ہونے کو تو دوسرے فلاسفہ یونان بھی مانتے تھے مگر افلاطون میں پہلی مرتبہ یہ رُوح عین العیون (idea of ideas) کا مرتبہ حاصل کر کے حقیقت اولیٰ (absolute reality) کے مقام پر فائز ہوئی۔ دیماقریطس اور اپی

کورس کے عروج کے دور میں یہ فلسفہ زوال پذیر ہو گیا۔ فلاطینوس (Platinus) نے عیسائیت، ہندوستانی یوگ اور سانکھ کے فلسفے اور افلاطون کے نظریہ عین کا ملا کر نوفلاطونیت (Neo-Platonism) کی بُنیاد رکھی۔ یہی وہ فلسفہ ہے جو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، ابن طفیل اور ابن رشد جیسے عرب مفکرین کے ذریعے تحریک احیائے علوم کے ابتدائی دور میں اٹلی کی جمہوری ریاستوں کو پہنچا اور آنے والے زمانے میں یورپ کے فکر و فلسفہ کو متاثر کرتا چلا گیا۔

فلاطینوس کے نزدیک حقیقت اولیٰ ایک ایسی ہمہ گیر روحانی قوت ہے جو کائنات کے ذرے ذرے میں جاری وساری ہے اور یہ مادی دُنیا اِسی وحدت کا متنوع اور رنگا رنگ عکس ہے۔ مائیکل اینجلو نے اِسی فلسفے پر اپنی مذہبی جذباتیت کی عقلی بُنیادیں استوار کیں جس کا اظہار اس کی ایک نظم میں یوں ہوتا ہے:

"مجھے توفیق دے کہ میں تجھے ہر جگہ دیکھ سکوں،
اگر میں فنا ہونے والی خوبصورتی میں جلتا رہا،
تو تمہاری آگ کے سامنے میرا شعلہ ماند پڑ جائے گا
اور جیسا کہ میں تجھ میں ہی ہوں جل جاؤں گا،
اے میرے پروردگار!
میں التجا کرتا ہوں، اور پُکار پُکار کر کہتا ہوں کہ،
مجھے اس کرب و اذیت سے نجات دلا،
تو ہی ہے جو پھر سے جلا بخش سکتا ہے، میرے داخل و خارج کو، میری عقل کو،
میری چاہتوں کو، اور ذات کو،
تو نے فرمان جاری کیا ہے کہ
یہ مقدس رُوح ہمیشہ رہے گی، ایک نازک چھلکے میں قید اپنے زی شان
مقدر کے ساتھ،
میں اسے کیسے بدل سکتا ہوں؟
اور کیسے اس سے انحراف کر سکتا ہوں؟

اے خدا! تو جو میرے ساتھ نہیں ہے تو ہر اچھی چیز مجھ سے دور بھاگ رہی ہے۔
صرف تو ہی میرے مقدر کو بدل سکتا ہے۔
اے خدائے ذوالجلال!!''8

اس عینیت پرستی اور نوفلاطونی فلسفۂ حیات نے مائیکل اینجلو کو حسن کا وہ ماورائی نظریہ عطا کیا جس میں دُنیا کی مادی خوبصورتی محض ایک وسیلہ اظہار کا درجہ رکھتی ہے۔ اصل حُسن تو مادے سے ماوراء اور روحانی ہے جس سے ظاہری آنکھ اس وقت تک لطف اندوز نہیں ہوسکتی جب تک کہ باطنی آنکھ وا نہ ہو۔ اسی نظریے سے تحریک احیائے علوم کے فلسفی، مصنف اور فنکار اپنی اپنی ضرورتوں کے مطابق استفادہ کرتے رہے۔ کچھ نے داخل اور خارج کے تال میل کو برابر رکھا جیسے لیونارڈو اور رافائل اور کچھ نے آفاقیت اور ماورائیت کو مطمع نظر ٹھہرایا۔ مائیکل اینجلو دوسری قسم کے فنکاروں میں آتا ہے۔ اس کے فکر میں مادہ یا خارجیت محض ذریعہ اظہار ہے۔ آفاقیت اور ماورائیت بُنیاد کا حکم رکھتی ہے۔ وہ حُسن کو ماوراء، مادے سے آزاد، جامد اور غیر متبدل تصور کرتا تھا۔ ایک نظم میں کہتا ہے:

''مجھے اُمید ہے میں اپنی شدید خواہش کے ساتھ،
قدم بڑھاتا رہوں گا۔ غیر متزلزل،
وہ جگہ جو خدا نے جنت بنائی ہے، ہمارے لئے،
وہاں نوازا نہ گیا ہماری چاہتوں کو،
تو جہاں رہ رہے ہیں، اس وقت، یہ دُنیا،
بہترین جنت ہوگی ہم سب کے لئے،
جو تجھ سے نہ کی جائے، وہ محبت نہیں ہوسکتی،
تیری محبت! جو جلا بخشتی ہے، میرے داخلی سکون کو،
جو ظاہر کرتی ہے تیری آفاقیت کو،
جو محترم اور مقدس کر دیتی ہے، تمام دلوں کو،
جو پرستار ہیں ظاہری حُسن کے،

عذاب ہوں گی ان کے لئے ان کی اُمیدیں،
کیونکہ تغیر پذیر ہے وہ حُسن ہر لمحہ،
پر خارجی تغیر سے بے نیاز، وہ مقدس دل،
وہ مانند ہے کبھی نہ مُرجھانے والے پھول کی،
جو سانس لیتا ہے اس دھرتی پر بھی،
جنت کی ہوا میں۔''9

اسی داخلیت کی وجہ سے یونانیوں کی طرح مائیکل اینجلو کا رُجحان بھی عورت کی نسبت مرد کی طرف زیادہ رہا کیونکہ مرد ہی اس کے نظریہ حُسن پر پورا اترتا ہے۔ ویسے بھی عورت مجہولیت اور دھرتی کی علامت ہے۔ یونانیوں کی طرح اینجلو بھی دھرتی پہ نہیں بلکہ آسمان پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا۔

لیکن یہاں بھی وہ حسبِ روایت دوئی کا شکار ہے۔ اسے دُنیا، اس کے مظاہر اور اس کی خوبصورتی بھی اپنی طرف کھینچتی ہے (مثلاً اس کی مصوری اور مجسّموں میں انسانی جسم کی موزونیت اور خوبصورتی) اور روحانی اقدار بھی اسے اپنے سحر سے مسحور کرتی ہیں۔ Vittoria کے سلسلے میں بھی وہ انہی ماورائی اور داخلی خیالات میں گرفتار ہے۔

وہ Vittoria کی ذہانت، اس کے علمی تجربے سے زیادہ متاثر نظر آتا ہے۔ وہ اس سے اپنے روحانی اور معاشی مسائل کے سلسلے میں مشورے تو لیتا ہے لیکن اِس دُنیا میں اس کے ساتھ کسی جنسی آلودگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ Vittoria کے لئے لکھی گئی ایک نظم میں وہ اِسی داخلی کشمکش کا شکار نظر آتا ہے۔

''میری آنکھ، باطنی آنکھ
تمہارے خوبصورت چہرے کا احاطہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے
چاہے تم پاس ہو یا دُور
مگر میرے پاؤں، میرے ہاتھوں اور میری بانہوں کو
وہاں جانے سے قاصر رکھتے ہیں جہاں نظر جاتی ہے

لیکن میری رُوح اور میرا تخیّل
آنکھوں کے ناطے تمہیں اور تمہاری کو بصورتی کو
چھونے اور پا لینے کے صلاحیت رکھتے ہیں
مگر میری فانی اور بھاری جسم کو یہ فضیلت نہیں کہ
شدید محبت کے باوجود تمہیں چھو سکے
میرے پر نہیں ہیں اس لئے میں پرواز میں
فرشتے کا پیچھا نہیں کر سکتا
مجھے بس اپنی بصری طاقت پر ہی قناعت کرنی ہے
اور اگر تم جنت میں بھی اِس سحر کی مالک رہو
جیسے کہ یہاں ہو
تو میرے جسم کو ایک آنکھ میں تبدیل کر دینا
تاکہ میرا کوئی حصہ بھی
تمہارے وصل سے محروم نہ رہے۔"10

بعض تذکرہ نویسوں نے اِسی لئے اس پر جنسی کجروی (perversion) اور امرد پرستی (homosexuality) کا الزام لگایا ہے۔ اِس الزام کی صداقت پر کوئی حتمی رائے نہیں دی جا سکتی۔ وہ لاشعوری طور پر (بعد میں شعوری طور پر) مرد کی خوبصورتی سے متاثر تھا اور وہ اکثر اوقات اپنی مصوری میں عورت کی شبیح کے لئے مرد ماڈل استعمال کرتا تھا۔ اُس کی ایک نظم جو غالباً اُس نے Cavalieri کے لئے لکھی اُس کی امرد پرستی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اِس نوجوان کی محبت میں گرفتار تھا:

"جب سے تم میرے دل میں بسے ہو
میں پہلے سے زیادہ خود کو پیار کرنے لگا ہوں
مجھے اپنی قدر کا احساس بڑھ گیا ہے
ایسے ہی جیسے ایک تراشا ہوا پتھر

اُس پتھر سے بہتر ہوتا جسے چھوا نہ گیا ہو
اور ایک تحریر شدہ یا مصور کاغذ
کورے کاغذ سے بہتر ہوتا ہے
تمہاری محبت ہی میری اِس قدر کی غایت ہے
تمہاری محبت کے جنون نے مجھے اپنی پناہ میں لے لیا ہے
اور مجھے اِس کا کوئی تاسف نہیں بلکہ
میں بے پناہ جادوئی طاقت سے بہرہ ور ہو گیا ہوں
پانی اور آگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے
تمہارے نام کے صدقے میں اندھوں کو روشنی دے سکتا ہوں
اور اپنے لعاب سے کسی بھی زہر کو بے اثر کر سکتا ہوں۔''11

اِس قسم کی کئی اور بھی نظمیں ہیں جن میں وہ اپنے نوجوان دوستوں کے لئے فلاطونی (Platonic) پیرائے میں اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہوا نظر آتا ہے لیکن اِس سے یہ مطلب نکالنا کہ وہ لازمی طور پر جنسی کجروی کا شکار تھا قرین قیاس نہیں۔

دراصل یہ مائیکل اینجلو کا نفسیاتی مسئلہ ہے وہ تمام عمر جنسی معاملے کو گناہ سے علیحدہ کر کے دیکھ ہی نہ سکا۔ نہ ہی جذباتی سطح پر اور نہ ہی عقلی سطح پر۔ جنس اس کے لئے وہ شجر ممنوعہ تھی جسے چکھ کر وہ اپنی نظریاتی جنت سے نکلنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لحاظ سے مائیکل اینجلو وہ آدم ہے جو یک و تنہا باغ عدن میں چیختا چلاتا تنہائی کے زہر میں ڈوبا افتاں و خیزاں پھر رہا ہے۔

مائیکل اینجلو نے اپنے فن اور شاعری کے ذریعہ جنس کا ارتفاع (sublimate) کرنے کا جتن کیا تھا مگر وہ جنس کے فطری جذبہ کو جھٹلا نہ سکا یا یوں کہیے کہ اس نے ایسے دیو کو پچھاڑنے کی کوشش کی تھی جس پر شائد بہت کم لوگوں کو اختیار حاصل ہو سکا لہٰذا وہ دیو مائیکل اینجلو کے فن کے حوالے سے پچھڑا ہوا نظر نہیں آتا۔ اِس دیو کا جوابی حملہ اِس قدر شدید اور جان لیوا ثابت ہوا کہ مائیکل اینجلو زندگی، اس کی تمام خوبصورتی حتیٰ کہ اپنے فن سے جو اسے ہر شئے سے زیادہ عزیز تھا بیزار ہو گیا۔ اُس کا ثبوت یہ ہے کہ آخر میں گوشہ نشینی

اور ترکِ دُنیا کی شدید خواہش اس کی نظموں میں جھلکنے لگی تھی۔

آخری دور کی نظموں میں مائیکل اینجلو ہمیں گوشت پوست کا زندگی سے دیوانہ وار لڑنے والا اور انتہائی نامساعد حالات کا سینہ چیر کر اپنا مقام پیدا کرنے والا مائیکل اینجلو نظر نہیں آتا بلکہ اس کی پرچھائیں محض ایک رُوح دکھائی دیتی ہے جو اپنی ذات کی اندھیری گپھاؤں میں روشنی کی ایک کرن کو ترس رہی ہے۔ چنانچہ آخری دِنوں کی نظمیں مسیح مصلوب کی وہ دلخراش چیخیں لگتی ہیں جو اس کے سینے سے اپنے آخری لمحات میں خدا کو پکارتے ہوئے نکلتی ہیں۔ اِس نظم میں یہ چیخیں صاف سُنائی دے رہی ہیں:

"میری زندگی کا راستہ متعین ہے،
مجھے طوفان خیز سمندر سے گزرنا ہے،
ایک نازک سی کشتی میں بیٹھ کر،
اور پہنچنا ہے ایسی جگہ،
جہاں انسان راستہ اختیار کرتا ہے،
صرف سچائی کا،
یہ میری بھول تھی۔ بہت بڑی بھول
کہ میں نے خُدا بنانے کی سعی لاحاصل کی،
صرف اپنے فن کو،
ایسے ہی جیسے گھاٹے کی طرف لے جاتا،
ہر انسان خود کو،
محبت بھرے خیالات جو موہوم تھے کبھی،
اب مینار ہیں روشنی کا،
میں بڑھ رہا ہوں دوہری موت کی طرف،
ایک تو وہ ہے مجھے یقین ہے جس کا،
دوسری رکھتی ہے مجھے دہشت زدہ،

مصوری اور بت تراشی
محبت بھری رُوح کی،
نہیں بجھا سکتی پیاس،
جو دونوں ہاتھ کھولے انتظار میں ہے ہمارے،
تا کہ ہمیں آغوش میں اپنی لے۔‘‘12

مائیکل اینجلو کی جو نظمیں دستیاب ہوئی ہیں اور ہمارے مطالعہ میں آئی ہیں ان سے مترشح ہے کہ اُس کے شعروں میں انسان کے باطنی احساسات اور چھوٹے چھوٹے معصوم جذبات عمدہ پیرائے اور اسلوب میں ڈھل گئے ہیں۔ دراصل مائیکل اینجلو کی شاعری ایک روائتی شاعری نہیں بلکہ ایک عظیم مصور اور عظیم مجسمہ ساز کے اُن جذبات کا لفظی اظہار ہے جو مصوری اور مجسمہ سازی میں صورت گر نہ ہو سکے مگر اُس کی زندگی کے مختلف ادوار اور مرحلوں میں اُس کے دل و دماغ کو متاثر کرتے رہے۔ وہ اپنی دُکھی روح کی بالیدگی کے لئے افلاطون، فلاطینس اور دانتے کے شعر و حکمت سے اکتساب کرتا رہا اور یوں اس کے روحانی کرب کا ترفع انہی کلاسیکی شُعراء اور حُکماء کے مطالعے کے ذریعے ہوتا رہا۔ وہ اِن اساتذہ کے فلسفہ اور کلام سے اِس قدر متاثر ہوتا تھا کہ اُس کی روح بھی شعر و آہنگ سے گونج اٹھتی تھی۔

مائیکل اینجلو کی مجسمہ سازی اور مصوری میں اُس کی جن بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں اور خلاقانہ قوتوں کا اظہار ہے اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر اُس کے تخلیقی جوہر صرف شاعری میں صرف ہوئے ہوتے تو وہ کتنا عظیم شاعر ہوتا مگر یہ مطالبہ کرنا کہ وہ محض شاعری کے لئے وقف ہو جاتا ایک خلاف فطرت خواہش ہے۔ بہر حال یہ نسلِ انسانی کی ایک بہت بڑی محرومی ہے کہ مائیکل اینجلو کی تمام منظومات وقت کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ اِس لئے انسان کے عالمی اور تاریخی ورثہ میں مائیکل اینجلو کی شاعری کی عدم دستیابی ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔

NOTES

1 Clements, Robert J. (1963), *Michelangelo's Theory of Art.* London: Routledge and Kegan Paul, p. *xxii.*

2 Bertram, Anthony (1964), *Michelangelo.* London: Studio Vista.

3 Furse, John (1975), *Michelangelo and His Art.* London: Hamlyn, p. 7.

4 De Tolnay, Charles (1996), "The Historic and Artistic Personality of Michelangelo." In *The Complete Works of Michelangelo.* Novara: Grange Books, p. 8.

5 Schott, Rolf (1963), *Michelangelo* translated and adapted by Constance Mcnab. London: Thames and Hudson, p. 220.

6. De Tolnay, p. 8.

7 Stokes, Adrian (1955), *Michelangelo: A Study in the Nature of Art.* London: Tavistock Publications, p. 113.

8 Schott, p. 224.

9 Bertram, Anthony (1964), *Michelangelo.* London: Studio Vista.

10 Stokes, p. 126.

11 *Ibid*, p. 121.

12 Clements, p. 127.